رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

[illegible]کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض بجالانے والا ایک [illegible] اخبار

نور

مقاصد
۱- اسلام کی خوبیاں [illegible]
اور دیگر مذاہب پر [illegible]
۲- سکھوں اور آریوں [illegible]
اسلام کے اہم [illegible]
۳- دیگر مذاہب کے حملوں کا [illegible]
دینا (۴) راعی اور رعایا کی تعلقات
کو مضبوط اور مستحکم کرنا۔

ضوابط
[illegible] عوام سے
[illegible] اداری
غیر ممالک سے [illegible]

جلد ۱۵ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ وودوان بمبھاری | نمبر ۲۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبیل

حضرت کا قابل قدر مضمون دوست اس اخبار کے صفحہ ۱۰-۹ پر ضرور پڑھیں اور اسپر عمل کریں۔ اور شب و روز بدرگاہ ایزدی دست بدعا ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا کا حامی و ناصر ہو۔ اور آپ بخیریت و کامرانی جلد سے جلد واپس تشریف لائیں۔ آمین۔

بہتر تو یہ ہے کہ دوست حضرت کی خدمتمیں خطوط وغیرہ قادیان کے پتہ پر ہی لکھیں۔ اس سے کم خرچ پر حضور کو آپکا خط پہونچ جائیگا۔ کیونکہ قادیان سے ہفتہ وار ایک پارسل براہ راست حضرت کی خدمتمیں بھیجا جاتا ہے جسمیں حضرت کے نام کے سب خطوط خواہ وہ مقامی ہوں یا بیرونی اس پارسل میں بند کرکے بھیجے جاتے ہیں۔ اور اگر دوست براہ راست ہی حضور کی خدمتمیں خط بھیجنا چاہیں تو خط کا پتہ تا اطلاع ثانی یہ ہے۔

Khalifatul
masih care of messrs
Thomas cook and son
Ludgate circus
London.

اور تار کا پتہ یہ ہے۔

Hazrat
care of coupon
London.

کس قدر دوستوں نے اپنا فرض ادا کیا :- (۱) سید محمد حسین شاہ صاحب دو خریدار (۲) میر اسحٰق علی صاحب وکیل ایک خریدار (۳) چودھری محمد حیات صاحب دو خریدار (۴) خانصاحب مولوی غلام حسن ایک خریدار کی قیمت اپنی گرہ سے (۵) ڈاکٹر اعظم علی خاں صاحب ایک خریدار کی قیمت اپنی گرہ سے (۶) جناب عبدالغنی صاحب ایک خریدار (۷) بابو محمد عبدالرحمٰن صاحب ۲ خریدار پہلے اور ۲ اب (۸) ملک خدابخش صاحب ایک خریدار پہلے اور دو اب (۹) محمد موسیٰ رضا صاحب ایک خریدار (۱۰) جناب محکم الدین صاحب ایک خریدار (۱۱) مستری غلام محمد صاحب ایک خریدار (۱۲) جناب میرزا میر اکبر صاحب دو خریداروں کی قیمت اپنی گرہ سے (۱۳) منشی کریم بخش صاحب ایک خریدار (۱۴) ڈاکٹر شمس الدین صاحب ۲ خریدار (۱۵) احمد اللہ خانصاحب ۲ خریدار (۱۶) بابو محمد یوسف صاحب ٹانگا [illegible] (۱۷) جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب ایک خریدار (۱۸) مولوی غلام رسول صاحب ریڈرشن ایک خریدار کی قیمت اپنی گرہ سے (۱۹) حاجی جلال الدین صاحب ایک خریدار چھ ماہ کے لئے [illegible]

اٹھارہ اب۔ گویا ۳۵۰ میں سے کل ۳۰ دوستوں نے اپنا فرض ادا کیا۔ ابھی ۳۲۰ احباب کرام پر یہ فرض جوں کا توں قائم ہے۔ یہ دوست جلد توجہ فرمائیں میں آپ سے اور کچھ نہیں چاہتا۔ کم از کم ایک ایک خریدار اگر زیادہ دیں۔ تو مزید شکریہ و دعا ایک یا دو خریداروں کا پیدا کرنا چنداں مشکل نہیں۔ نور کے وہ کون سے خریدار ہونگے جنکے ایک یا دو دوست نہوں۔ پھر وہ کونسے دوست ہوں گے جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے اور وہ انکار کر دیں صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کا کوئی دوست نور کو لینا نہیں چاہتا تو آپ اپنی گرہ سے حسب توفیق خریداروں کی قیمت ادا کر کے سکھوں و آریوں وغیرہ کو نور کی نورانی روشنی سے مستفیض کر سکتے ہیں میں اور کچھ نہیں چاہتا۔ صرف چھ سو خریدار اگر دوست ہمت کریں تو یہ واجبی مطالبہ ایک ہفتہ کے اندر اندر پورا ہو سکتا ہے۔ جب تک کم از کم نور کے چھ سو خریدار نہیں ہو جاتے نور خطرہ سے باہر نہیں ہو سکتا۔ میں دیکھوں گا کہ آئندہ اشو تک اور کس قدر ذی حس دوست اس کار خیر کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا کر نور سے علمی ہمدردی کا ثبوت

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ایڈیٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سلف کے مسلمان و سکھوں کے قابل تقلید

جذبات کے نمونے

از قلم مکرم معظم جناب سردار جیون سنگھ صاحب ہنر رو باغ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(مسلمان نمبر ۱)

مدینہ کے قرب و جوار اور میدان کارزار میں حضرت ؐ دوپہر کے وقت اپنی تلوار ایک درخت سے لٹکا خود قیلولہ فرماتے ہیں۔ سوء اتفاق سے مخالفین کی فوج کا ایک پہلوان حضرت محمد صاحب کی تلوار اٹھا خشم گیں۔ آواز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہے۔

پہلوان - محمدؐ! بتا اب تم کو کون بچانے والا ہے؟

حضرتؐ - بارعب اور بلند آواز سے - وہی میرا خدا مجھے بچائے گا۔ مجھے اسی پر بھروسہ ہے۔

اتفاق حسنہ یا تائید ایزدی سے اسی دم پہلوان کے جسم میں لرزہ پیدا ہوتا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑتی ہے۔ حضرتؐ وہی تلوار اٹھا اس پہلوان سے دریافت فرماتے ہیں۔

حضرتؐ - بتا! اب تم کو کون بچانے والا ہے؟

پہلوان - (آنکھوں میں آنسو بھر کر) یا حضرت اب تو آپ ہی بچائیں گے۔

حضرتؐ تاسفانہ انداز سے متبسم ہوئے۔ اور فرمایا کہ افسوس با

نمبر ۲ "کم بخت خدا پر بھروسہ کیوں نہیں کرتے"!

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق مشہور ہے۔ کہ آپ ایک پہلوان کو چاروں شانے چت گرا کر اس کے سینے پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اس فسادی منکر و ملعون کے سینہ میں خنجر گھونپ دیں۔ اور اس کا کام تمام کریں۔ استنے میں وہ پہلوان مغلوب صاحب موصوف کے منہ پر تھوک دیتا ہے۔ تب جھٹ حضرت علی کرم اللہ اس کے سینہ پر اٹھ بیٹھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ

"پہلے تو راہ للہ اس کا فرمرتد کا قتل واجب مگر اس کے تھوکنے کے سبب سے میرا جذبہ انتقام بھی اس میں شامل ہو گیا۔ اس لئے اب اس کا قتل واجب نہیں ہے۔ چونکہ یہ قتل راہ للہ نہ ہو گا۔ اس لئے حرام ٹھہرا"!

چہ خوش در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست۔ اسی کو کہتے ہیں۔

نمبر ۳

کسی عورت کا خاوند - بھائی - بیٹا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب مصروف پیکار تھے۔ اور چند دن ہو گئے - کہ اس کو ان کی و حضرت کی خیر و عافیت کا پتہ نہیں ہے۔ اب وہ عورت سخت اضطراب کی حالت میں مدینہ کے باہر چشم براہ انتظار میں کھڑی ہے - تا کہ کوئی آتا نظر آوے - تو اس سے دریافت کرے - اسی اثناء میں ایک زخمی مسلمان میدان جنگ سے واپس آتا دیکھتی ہے - اور اس سے دریافت کرتی ہے -

عورت...... بھائی! حضرت محمدؐ کا کیا حال ہے خیر تو ہے؟

زخمی...... مائی! پرسوں تمہارا بھائی شہید ہو گیا ہے۔

عورت...... اچھا خیر! بھائی حضرتؐ کا حال بتلا؟

زخمی........ مائی! کل تمہارا بیٹا بھی مارا گیا ہے۔

عورت..... خیر بھائی! حضرتؐ تو اچھے ہیں؟ کہاں ہیں؟ کیسے ہیں؟

زخمی........ مائی! آج تمہارا خاوند دشمن کے نرغہ میں آ کر جانبر نہ ہو سکا - میں ابھی وہاں سے آ رہا ہوں میں نے اپنی آنکھ سے اس کو شربت شہادت نوش کرتے دیکھا - اور........

عورت...... (جھلا کر اور بات کاٹ کر) بھائی! اللہ تم بڑا غضب کرتے ہو - میں پوچھتی تو ہوں - حال حضرت کی خیر و عافیت کا - اور تم بتلاتے ہو - حال دوسرے ایرے غیرے کا - خوب! سوال گندم جواب جو - خدا کے واسطے جلد بتا - اور رسول کریم کی خیر و عافیت کی خبر دے -

زخمی آدمی عورت کی اس دلیری - جرأت - ایثار - مردانہ استقلال - پرجوش کر اٹھا - اور اس کی انتہائی جوش عقیدت سے نہایت متاثر ہو کر بولا -

مائی! شاباش تمہارے اس صدق و عقیدت کے - کہ تم نے اپنا سہاگ لٹ جانے اور خاندان تباہ ہونے کا مطلق خیال نہیں کیا - اور بار بار حضرتؐ کا حال دریافت کرنے پر مصر مائی! تو دھن ہے - صبر کر حوصلہ رکھ - حضرت خدا کے فضل سے صحیح سلامت ہیں - ان کو مارنے والا کون ہے - جبکہ تم جیسی پاکباز دلیر - عقیدت مند عورتیں صفحہ ہستی پر موجود ہیں - اور دھن حضرت محمدؐ ہیں - کہ جنہوں نے صنف نازک میں ایک نرالی جدت و روح پھونکی ہے -

عورت مارے خوشی کے اچھل پڑتی ہے - اور کہتی ہے -

بھائی میں آپ پر صدقے جاؤں - جس نے حضرت کی خیریت کی خبر دی - میرا تو خاوند - بیٹا - بھائی - شہید ہوا ہے - اگر سارا جہان بھی ان کے قدموں میں مر مٹے - تو مضائقہ نہیں - مجھے تو صرف فکر تھا - تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا - مگر شکر ہے - کہ رسول خدا صحیح سلامت ہیں - خدا تم کو جزائے خیر دے - (باقی)

یہ ہے - ان پاک جذبات کا نمونہ جن سے چند صدیوں کے اندر اسلام کا دائرہ وسیع ہوا - اور آج ۴۰ کروڑ کی تعداد میں تختہ دنیا پر اللہ اکبر کا نعرہ لگانے والے موجود ہیں - مگر اس کے مقابلہ میں اب مسلمانوں کی حالت کیا ہے - اور آج کل بھی ایسی عورتیں اور مرد راسخ الاعتقاد مل سکتے ہیں - جواب میں صرف دائیں بائیں تھوڑا سر ہلانا پڑتا ہے - اب تو "ایں زمین و آسمانے دیگر است" کا نقشہ ہے - زمین و آسمان کا فرق ہے - صرف دھواں دھار تقریروں اور زبانی پند و نصائح کا نام اسلام ہے - عملی صورت عنقا ہے - سچ تو یوں ہے - کہ

"مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور" کا مقولہ صادق آتا ہے -

اگر کچھ عرصہ مسلمانوں میں اس قسم کی عورتیں اور مرد رہتے - تو یقینی تھا - کہ تختہ دنیا میں اسلامی دائرہ کے باہر کوئی فرد بشر نظر نہ آتا - اور آجکل کی مذہبی دنیا میں باہمی خانہ جنگی - اور تو تو میں میں وغیرہ کا نام تک نہ ہوتا - کاش آج کل بھی اسلام ایسی عورتیں اور مرد پیدا کرے ؛

سکھ

سری گورو ہرگوبند جی مہاراج پادشاہی نمبر ۶ حکومت وقت کی غلط فہمی یا سیاسی نقطہ نظر سے مغلوب ہو کر گوالیار کے قلعہ میں قید کئے جاتے ہیں - چند عقیدت کیش سکھ اس کے ساتھ ہیں - ان کا کام کیا ہے - سرکاری نگرانی میں دن بھر اپنا کام مزدوری کرتے ہیں - اور دو وقت کا کھانا اپنی جائز کمائی سے حاصل کرکے خود اپنے ہاتھ سے پکا کر گورو جی کو کھلاتے اور پھر خود کھاتے ہیں - قلعہ میں بدوں منظوری شاہی کے کوئی دوسرا آدمی درشن کے واسطے جا نہیں سکتا - ایسی کڑی مصیبت و آزمائش کے وقت سکھی شمع کے پروانے سکھ دور دراز مقامات سے گہری عقیدت و اخلاص کے ساتھ پا پیادہ چل کر گوالیار پہنچتے ہیں - اور قلعہ کے افسران ان کو اندر جانے اور درشن کی پیاس بجھانے کی اجازت نہیں دیتے - تو وہ بچارے باہر درویش بچارے درویش مایوس ہو جاتے ہیں - اور قلعہ کا طواف کرتے ہیں - اور اس کی دیوار دل اور اینٹ اینٹ کے ساتھ اپنا ماتھا شردھا و عقیدت سے رگڑتے ہیں - اور اپنی گہری شردھا اور دڑھ وشواش کا اظہار کرکے واپس ہو جاتے ہیں -

بھلا! آج کل بھی کچھ قسم عقیدت مند سکھ نظر آتے ہیں ؟ در حقیقت جواب میں وہی سر ہلا دینے کی ادائیں کرنا پڑتا ہے - مگر بظاہر جواب ملتا ہے - کہ ہاں - کیوں نہیں - دیکھو! آج کل اکالی بھائی کس جرأت و استقلال سے اپنے دھرم کی خاطر سینہ سپر ہو کر کابل - قندھار و امریکہ وغیرہ سے جتھے پر جتھے بھجواتے ہیں - مر مٹنے کا ان کو خوف نہیں ہے - چار دانگ عالم سے خراج تحسین حاصل کر رہے ہیں ان کے ساتھ حکومت وقت بھی خاص انداز اور سیاسی نقطہ خیال سے کبھی کبھی صلح کا ہاتھ بڑھاتی ہے - مگر اکالی ہیں - کہ اپنی دھن میں مست و سرگرم کسی کی نہیں سنتے - اور عدم تشدد پر کاربند ہو کر گرفتار ہو جانا افضل جانتے ہیں - باہمہ یہ حقیقی عقیدت مندی کا نام نہیں ہے - تو کیا ہے ؟

ہاں - بے شک یہ سب بحالات موجودہ کسی حد تک صحیح اور درست ہے - مگر اس ڈھول ڈھمکے اور شور و شر میں اکثر خود غرضی وغیرہ کا عنصر مضمر ہے - اگر یہ نہ ہوتا - اور سکھوں میں زمانہ سلف کی سی عقیدت و شردھا بدستور چلی آتی - تو مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ نسبتاً کم ترقی نہ کرتے - اور نہ ہی انکو ازسر نو گوردواروں کی سدھار کی ضرورت لاحق ہوتی کیونکہ وہ خود بخود سدھرے رہتے - مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت -

اب تو سکھ "نشست کہ برخاست" کے مصداق ہیں اب بھی اگر سکھ موجودہ جرأت - پاس مذہب - ایثار استقلال وغیرہ میں سے خود غرضی و بناوٹ ریاکاری کا زہریلا مادہ خارج کر دیں گے تو وہ اب ان کی ترقی [illegible] مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو دوڑ کرتے ہوئے - گو سبقت لیجائیں - تو تعجب نہیں ہے - ورنہ ٹائیں ٹائیں فش

(بقول بیکن نہیں چھپتی ہے حقیقت بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے)

دنیا کا سب سے بڑا آدمی

از قلم مکرم و معظم جناب مولانا مولوی عبد الکریم خان صاحب
(گذشتہ سے پیوستہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لڑائی میں لٹھ نہیں بٹتے خون ریزی ہی ہوتی ہے - اس لئے اسباب جنگ پر نظر چاہیئے - نہ کہ حالات جنگ پر - یہ نہ دیکھنا چاہیئے - کہ لڑائی میں بے رحمی ہوئی - بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے - کہ بے رحم لڑائی کا کیا باعث ہوا - اور کیوں لڑائی قائم رہی - جائز اور ناجائز کی بحث بے شبہ مناسب بلکہ واجب ہے -

"جس طرح ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں - اسی طرح لڑائی کے بھی دو پہلو ہیں - ایک اچھا اور ایک برا - برا تو یہ ہے - دوسروں کے حقوق غصب کرنے اپنی برتری قائم کرنے کی نیت سے فتنہ و فساد اور جنگ برپا کی جائے - اچھا پہلو یہ ہے کہ اپنے حقوق کی حفاظت اور فتنہ فساد مٹانے کے لئے ہو - جس چیز کا نام امن ہے - وہ لڑائی کا محتاج ہے - جس ملک میں جنگ کی قوت نہیں - وہاں امن کی صورت دیکھنی محال ہے "

ایسی جنگ حقیقت امن کا سرچشمہ ہے - ہر صحیح العقل شخص کو دنیا کا مشاہدہ مولانا عبد الماجد فلسفی کے اس فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے لئے مجبور کریگا - کہ شاذ صورتوں میں قتل جائز اور شاذ تر صورتوں میں واجب ہو جاتا ہے - دنیا میں قتل سے بڑھکر ایک لعنت فتنہ فساد و بد امنی کی ہے - جو سرے سے حیات اجتماعی کی بیخ کنی ہے - اگر اس کے روکنے کی کوئی صورت بجز قتال کے نظر نہ آئے - تو ایسی صورت میں قتل و قتال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک اخلاقی فرض ہو جاتا ہے۔"

ہنری ایکاس صاحب کی رائے کے موافق ڈاکٹر لائٹنر کی عالمانہ رائے اس بارہ میں بہت مفید ثابت ہوگی اس نے یہ بیان کر کے کہ جہاد کے لغوی معانی ازحد کوشش ہیں۔" کہا ہے "عیسائیوں کی طرح مسلمانوں کو بھی دنیا سے یعنی خواہش اور شیطان سے لڑائی کرنی پڑتی ہے۔ پس جہاد تین قسم کا ہے۔ نظر آنے والے دشمن شیطان اور خود اپنے مقابلہ میں لفظ جہاد میں یہ تینوں دشمن شامل ہیں۔ اس طرح بڑی بڑی مشکلات اور سخت مقابلہ کی حالتوں میں جبکہ دشمن بھی لڑ رہا ہو۔ جہاد ہے۔ یاد رہے کہ اوائل میں مسلمانوں کے دشمن وہ لوگ تھے جو غیر مسلم تھے۔ اس مذہب سے نفرت کرتے اور اس کے ملیامیٹ کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ اسلام کے وجود کے بقاء کے لئے مسلمانوں کو ان دشمنوں سے لڑائی کرنی پڑی ہم بلا تردد کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسلام کی مقدس کتب کا مطالعہ بلا تعصب کیا جائے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ جو لوگ خدا پر ایمان لاتے اور نیک اعمال کرتے ہیں۔ نجات پائیں گے۔ لوگوں کا یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے۔ کہ جہاد سے مذہب اسلام کو بزور شمشیر پھیلانا مراد ہے۔ برخلاف اس کے سورۂ حج میں صاف صاف طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ جہاد کا منشاء مسجدوں گرجوں معبدوں خانقاہوں کی حفاظت کرنا ہے۔ اب منصف مزاج عیسائی بتائیں۔ کہ وہ کون سا عیسائی جہاد تھا۔ کہ جس نے مسجدوں اور یہودیوں کے معبدوں کی حفاظت کو اپنا مقصد قرار دیا ہو۔ جہاد بلاریب اسلام کی حفاظت کرنے کی کوشش کا نام ہے۔ چنانچہ اسلامی سپہ سالاروں کو صاف حکم دیا جاتا تھا۔ کہ اس مقام پر حملہ نہ کریں۔ کہ جہاں نماز کے لئے ایک مرتبہ اذان دی جا سکے۔ یا جہاں کہ ایک مسلمان اس مذہب کی شہادت دینے والا بلا ایذاء رہ سکے ٭

قصہ مختصر اسباب و نتائج اور واقعات و کوائف ہر حیثیت سے ہم اطمینان اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ کی زندگی بحیثیت سپاہی کے بحیثیت سپہ سالار کے بحیثیت فاتح کے اپنی نظیر آپ اور بہترین نمونہ ہے۔ مفصل بحث کے لئے یہ مختصر اوراق گنجائش نہیں رکھتے

اب ہم پھر اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جو تعلیم دنیا کو حضرت محمدؐ نے دی۔ مقدس قرآن الحکیم اس کا دستور اساسی تمام قوانین سے مکمل جامع اور جملہ اصناف دیوانی فوجداری۔ جنگی و مالی سب پر حاوی ہے۔ قرآن مقدس سے بڑھ کر کوئی ضابطہ قانون دنیا پیش نہیں کر سکتی۔

جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے "قرآن دنیاء اسلام کا تمام قانون ہے۔ دیوانی۔ فوجداری عدالتی۔ تعزیری۔ معاشرتی بایں ہمہ مذہبی ضابطہ ہے۔ اس میں ہر چیز کا انتظام کیا گیا ہے۔ رسوم مذہبی سے لے کر روزمرہ کی ضروریات زندگی نجات روحانی سے لیکر صحت جسمانی تک قوم کے حقوق عامہ سے مجلسی فرائض تک اخلاق و جرائم عذاب دنیوی و اخروی زندگی سب پر محتوی ہے۔"

دنیا میں بڑے بڑے ذکی و دانشمند مدبر و مقنن ہوئے ہیں۔ مگر ان کے قوانین بتدریج ظہور میں آئے۔ وہ بھی بیشتر صورتوں میں کتابی علم وسیع عملی تجربہ اور مدت کی اعلیٰ تربیت پر موقوف تھے۔ لیکن حضرت محمدؐ نے کبھی مکتب میں تعلیم نہیں پائی۔ نہ کسی کے فیض صحبت سے فائدہ اٹھایا۔ نہ کوئی شاہی دربار دیکھا۔ نہ کہیں سیاسی تجربہ کا موقع پایا۔ ایک امی نے ایسا عظیم الشان قانون دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کیا یہ ایک زندہ معجزہ اور علم لدنی کا کرشمہ فیض نہیں ہے؟ قصہ مختصر حضرت محمدؐ کی فضیلت تمام دیگر مقننوں پر اس حقیقت میں مخفی ہے۔ کہ اس نے دنیا کو نہایت سہل قابل عمل و موثر جامع قانون کا ضابطہ دیا۔ جو زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی۔ مذہبی۔ تمدنی۔ سیاسی بین الاقوامی قانون کی تمام شاخوں پر محتوی ہے۔ دیوانی۔ فوجداری جنگی۔ عدالتی سب پر محیط ہے۔ بالخصوص اس سے اپنے مخصوص امتیازی رنگ میں وہ اور بھی بے مثل و بے نظیر ہے۔ کہ وہ اکتسابی علم رسمی تعلیم کا ثمرہ نہیں۔ بلکہ تمام تر وحی و لدنی نیز روح القدس کا ثمرہ ہے۔ اس کا اپنا قلب ہی تنہا سر چشمہ ہے۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ تمام دنیا اور ہر زمانہ کے لئے ہے۔

قانونی سازی کا اصلی مدعا یہ ہے۔ کہ بہترین اور موثر قوانین سوچے اور بنائے جائیں۔ تدابیر انتظامی کا حقیقی منشاء یہ ہے۔ کہ قوانین مجوزہ کو خوش اسلوبی اور کامیابی سے رائج کیا جائے۔ قانون سازی کی کامیابی سود مندی اور عملی قدر و قیمت اس میں ہے۔ تدبیر مملکت و نظم حکومت کی خوبی اس میں ہے۔ کہ ان کو بطریق مناسب جاری کیا جائے۔ تاکہ جرائم کا استیصال ہو۔ اور ہر شخص بے خوف و خطر امن و امان کی برکات سے بہرہ اندوز ہو سکے۔ اور رعیت کو رفاہیت و عافیت کی دولت بطمانیت نصیب ہو۔

دانشمندانہ اور اعلیٰ انتظام کے یہ نتائج ہوتے ہیں۔ کہ مسرت طمانیت کے ساتھ رعیت کیلئے فوز و فلاح کا راستہ کھل جاتا ہے۔ اور اطمینان و استحکام کے ساتھ اپنی قوت و ہمت کے موافق ہر شخص کو خوش حالی و فارغ البالی نصیب ہوتی ہے اخلاقی مادی و روحانی برکات حاصل ہوتی ہیں جس قدر انتظام بہتر و مکمل ہوگا۔ اسی قدر رعایا خوش و خرم ہوگی۔ اور تخت و تاج کی عقیدتمند و وفادار ہوگی۔

حضرت محمدؐ کے حسن انتظام پر یہ تمام حقائق صادق آتے ہیں۔ جرائم کے استیصال میں بداخلاقی کے انسداد میں امن و انتظام کے قیام میں اس کو تقریباً بے نظیر کامیابی حاصل ہوئی تھی کہ اس کی نسبت مخالف نکتہ سنجوں کی زبان قلم سے کہا گیا ہے۔ کہ اس نے اخلاق کے بنجر بیابان کو سرسبز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نخلستان میں تبدیل کر دیا۔"

فی الواقع جو امن و عافیت حضرت محمدؐ کی رعیت کو نصیب ہوئی۔ اسکی نظیر مشکل بلکہ محال ہے۔ نہ کوئی اس پر سبقت لے جا سکتا ہے۔ لوائے اسلام کے ماتحت اُن کی ترقی کی رفتار حیرت انگیز طریق پر نہایت تیز تھی۔ گویا برق کی مانند طرفۃ العین میں وہ تمام دنیا پر چھا گئے۔ بقول مہاتما گاندھی "جب مغرب یورپ پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ تو مشرق کے افق پر ایک روشن ستارہ طلوع ہوا۔ اور اس نے اس دنیا کو آرام اور روشنی سے آباد کر دیا جو مصیبتوں سے تباہ اور گناہوں سے تاریک ہو رہی تھی۔"

دنیا میں کسی بادشاہ کو اپنی رعیت سے حسن عقیدت و ارادت کا باج نصیب نہیں ہوا۔ جو حضرت محمدؐ کو اپنی امت سے ہوا۔ اب بھی ربع مسکون کا بڑا حصہ حضرت محمدؐ کے نام پر فریفتہ اور اس کے کلمہ پر شیفتہ ہے۔ اس کے فدائی جو دل سے شیدائی ہیں۔ وہ ہمیشہ محمدؐ آل محمدؐ اور اس کے خالق کے نام پر اپنا جان و مال نثار کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ حضرت محمدؐ کے معتقدین کی عقیدت و ارادت شیفتگی و فریفتگی کا ایک شمہ اس بیان سے ظاہر ہوگا۔ کہ "محمدؐ نے ان کو زندگی بخشی۔ ان کی نو امید امیدوں کے باغ آرزو کی فضل الٰہی کے زیر سایہ آبیاری کی۔ وہ اس کے کامل مطیع دینی و فادار و جان نثار تھے۔ ہر قسم کے ظلم و ستم کو اسکی راہ میں بخوشی صبر و تحمل سے برداشت کرتے تھے۔ یہ فعل ان کی دانشمندی پر مبنی تھا۔ ان کے عظیم الشان صبر و تحمل کی داد دینی پڑتی ہے۔ متعدد نفوس اناث و ذکور نے دین کو چھوڑنے کے بجائے اپنے پیارے وطن کو خیرباد کہنا پسند کیا۔ ہمسایہ ملک حبشہ میں جلاوطن ہو کر پناہ ڈھونڈی۔ تا کہ مخالفت کا طوفان فرو ہونے تک انہیں امن نصیب ہو جائے۔ بعد ازیں اس سے بھی بڑی تعداد نے پیغمبر سمیت اپنے محبوب شہر اور مقدس معبد کو الوداع کہا۔ جو روئے زمین پر ان کے لئے سب سے زیادہ محترم تھا۔ چند ہی سال میں وہاں بھی سحر نے اپنا اثر دکھلایا۔ ایک ایسی برادری قائم ہوگئی۔ جو پیغمبر اور اس کے انصار کے لئے اپنا خون پسینہ ایک کرنے اور بہانے کے لئے ہر وقت مستعد اور کمربستہ تھی۔"

(محمود)

کبھی کبھی عیارانہ شفقت رعیت کی نفرت پر غالب آ سکتی ہے۔ لیکن وہ رعایا سے اپنی عقیدت و ارادت کا خراج بجبر وصول نہیں کر سکتا۔ محمدؐ کی امت بغیر حقیر ترین جبر کے اپنے پیغمبر کی ایسی محبت کرتی رہی ہے۔ کہ کسی ملک اور قوم نے اپنے بادشاہ کی نہیں کی۔

باسورتھ سمتھ کہتا ہے۔ "اگر اس کے لئے محبت کی گرمی کی پیمائش کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ فی الواقع اس کے اصحاب کی پر عقیدت اطاعت سے ظاہر ہے۔ محمدؐ سے زیادہ سچا دوست دنیا میں کبھی نہیں پایا گیا۔"

"وہ جس طرح سلطنت کا بادشاہ تھا۔ ویسا ہی مذہب کا پیشوا تھا۔ تن واحد ہی میں قیصر اور پوپ مجتمع تھے۔ وہ پوپ تھا۔ مگر پوپ کی عیاریوں سے بری۔ وہ قیصر تھا۔ مگر قیصر کی افواج سے آزاد بغیر کسی مستقل فوج کے بغیر کسی محافظ دستہ کے بغیر کسی محل و قلعہ کے بغیر کسی مقررہ محصول کی آمدنی کے۔ اگر کوئی شخص یہ کہنے کا حق رکھتا ہے۔ کہ میں نے الٰہی قانون سے حکومت کی تو وہ محمدؐ تھا۔ کیونکہ بغیر کسی ذرائع اور وسائل کے اس میں ہر طرح کی قوت تھی۔"

پس اس کے معتقدین کی مخلصانہ گرویدگی اخلاق کے انقلاب کے لحاظ سے ایک بنجر بیابان کو سدا بہار نخلستان میں تبدیل کر دینا۔ ایک سر تا سر بہائم صفت مطلق العنان طبقہ میں اجراء قانون و قیام انتظام میں عظیم الشان کامیابی حاصل کرنا۔ اپنی امت سے انتہائی عقیدت و محبت کا خراج وصول کرنا۔ یہ تمام امور اس پر شاہد ہیں کہ محمدؐ کو تمام مدبران سلطنت پر نمایاں فضیلت حاصل ہے۔

فی الواقع وہ ایک زبردست ماہر سیاست و کیاست ہے۔ اس کی سیاست کبھی ناکام نہیں ہوئی۔ وہ کبھی ناکامی سے دو چار نہیں ہوا۔ اس کی تدبیریں ہمیشہ راس آئیں۔ کبھی باطل ثابت نہیں ہوئیں۔ نہ ان میں کبھی کوئی عیاری اور دغابازی تھی۔ نہ وہ انہدامی تھیں۔ اس کے ذہن رسا کو ایسی تدبیروں کے وضع کرنے میں خاص مہارت تھی۔ کیونکہ حقیقت اشیاء کو واقعی طور پر جاننے کی بصیرت سے وہ خوب بہرہ ور تھا۔ کوئی شخص بڑا مدبر اور ہوشیار ماہر سیاست نہیں ہو سکتا جب تک معاملات کی تہ تک پہنچنے کا اس کو ملکہ تامہ حاصل نہ ہو۔ وہ حالات کی حقیقت جاننے اور معقول و موثر تدابیر اختیار کرنے کی خاص قابلیت نہ رکھتا ہو۔ موقع شناسی کی پوری قابلیت ہونے پر ہی مفید تدبیریں سوچی اختیار و تبدیل کی جا سکتی ہیں۔ ماہر سیاست کی لیاقت اس میں ہے۔ کہ وہ صورت نہیں سیرت کو معاملات کی حقیقت اور واقعات کی اصلیت کو بخوبی سمجھ سکتا اور سمجھتا ہو۔ ان کی ماہیت کو گہری نظر سے دیکھے۔ موثر و تعمیر کن تدابیر کو اختیار کرے۔ اور عمل میں لائے۔

روئے زمین پر کوئی شخص انسان کی طبیعت کی خاصیت اس کی اہلیت و منزلت کو اس خوبی سے نہیں جان سکتا۔ نہ موزوں اور مفید تر تدابیر اختیار کر سکتا ہے۔ جیسا کہ محمدؐ نے کیا۔

انسان کیا ہے؟ اسکی فطرت کا تقاضہ کیا ہے۔

ان حقائق کا علم یہ ہر شخص کا حوصلہ نہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت محمدؐ کو بفضلہ نہایت مکمل نہایت اعلیٰ اور نہایت پختہ علم تھا۔ اور بالآخر جو تدبیریں اس نے اختیار کیں وہ عملی اثر موزونیت و منفعت کے لحاظ سے بہترین تھیں نہ صرف اس خاص زمانہ کیلئے بلکہ ہر زمانہ میں تمام دنیا کیلئے۔

شذرات

سکھوں کا سلوک سکھوں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار نرول خالصہ جالندھر اپنے ۲۰ جولائی کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ لاہور انٹر کالج سے رنگریٹہ سکھ جیٹھ اساڑھ کی چلچلاتی دھوپ میں جبکہ تمام فضا تنور کی مانند تپ رہی ہوتی ہے۔ اگر ایسی حالت میں بے چارے سبیل پر پانی پینے جائیں۔ تو سکھوں کی طرف سے ٹکے سا جواب ملتا ہے۔ اور یہ بے چارے بکے بکے رہ جاتے ہیں یہی حال پیلہ شاہ اور پانچوں شاہ کی ہے۔"

یہ نوٹ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ ہم مشرب اور ہم مذہب کے تعلق کے علاوہ ویسے انسانی تعلق بھی اس امر کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ اس شدید گرمی کی حالت میں جبکہ انسان کئی بار پانی پیتا اور پھر بھی زبان خشک کا شاکی رہتی ہے۔ اگر ایک انسان دوسرے انسان کے پاس آ کر اس سے پانی کی درخواست کرے۔ تو بجائے انسانی ہمدردی کے اسے کورا اور صاف جواب دیدیا جائے۔ اس کے لئے جس قدر بھی اظہار افسوس کیا جائے کم ہے۔ مگر کسی اور کی نسبت رنگریٹہ ورہاسیہ سکھ خود آپ اپنی اس ذلت کے ذمہ وار ہیں۔ جو مذہب انسان کو انسانی حقوق دینے کا روادار نہیں۔ پھر اس مذہب کی مقبولیت کا اندازہ اس مذہب کے پیروؤں کی نسبت اور کون زیادہ بہتر لگا سکتا ہے؟

رنگریٹہ سکھوں کا احساس سکھ مذہب پر

گیانی دت سنگھ جی گیانی کے علم و فضل کا لوہا دوست تو دوست دشمن تک بھی مانتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ گیانی صاحب موصوف نے سکھ مذہب کو از سر نو تازہ کیا۔ تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ یہ گیانی جی رنگریٹہ قوم کے ہی نونہال تھے۔ اگر یہ صاحب کسی اعلیٰ ذات میں پیدا ہوتے۔ تو کچھ تعجب نہ تھا۔ کہ لوگ انہیں اوتار تک ماننے کے لئے آمادہ ہو جاتے۔ مگر یہ صاحب اس قوم سے تعلق رکھتے تھے جنہیں بعض اپنی جہالت کی وجہ سے ادنیٰ قوم سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کا علم و فضل ان کی سکھ مذہب کی بہتری و بہبودی کے لئے ان تھک کوشش بھی انکی قوم کو اعلیٰ تو اور انسانی حقوق تک نہ دلا سکیں۔ ان کے صاحبزادہ جو ولایت کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ڈاکٹری کی ڈگری سے مشرف تھے۔ آخر سکھ کہلانے والوں کے برے سلوک سے تنگ آ کر انہیں اپنے پیارے وطن سے بھی ہمیشہ کی جدائی اختیار کرنی پڑی۔ یہ باتیں ایسی ہیں۔ کہ اگر انسان ان پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرے۔ تو پتھر دل کو بھی زار زار رلانے والی ہیں۔ اگر رنگریٹہ سکھ جنہیں بعض لوگ محض اپنی غلطی سے اچھوت سمجھتے ہیں ہمت کریں۔ تو ان کے دکھ بہت جلد دور ہو سکتے ہیں۔ نہ صرف تمدنی بلکہ انہیں روحانی زندگی میں بھی صف اول میں نمایاں جگہ مل سکتی ہے۔ مگر یہ سب باتیں ہمت مردان مدد خدا کے مشہور اصول کے تحت ہی پنہاں ہیں۔

اچھوتوں کے ساتھ طعام

عملی ہمدردی کا اظہار

کراچی آریہ یوتھ سماج کی طرف سے چتروں اور اچھوتوں کے بچوں کے لئے زیر صدارت سادھو ٹی ایل واسوانی ایم اے ۶ جولائی کو ایک ویدک ہندی پاٹھ شالا کھولنے کی رسم چتروں کی بارگوں میں ادا ہوئی۔ متعدد اصحاب کی تقریریں ہوئیں۔ اور اچھوتوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ آخر میں جناب صدر نے ایک جھاڑو ہاتھ میں لیکر ایک بھنگی کا گھر صاف کیا جس سے حاضرین کے دلوں پر خاص اثر ہوا۔

یہ قدم بظاہر اچھا ہے۔ جو لوگ بھی انسان کو انسانی حقوق دیں۔ وہ ایک مستحسن فعل کو انجام دیتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کی کئی کروڑوں کی تعداد میں سادھو صاحب مذکور کی ہستی ایک باریک سے باریک نکتہ سے بھی کم ہے۔ اور جب تک بحیثیت مجموعی ہندوؤں میں یہ جذبہ پیدا نہ ہو۔ ایکا دکا مثال کی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور محض جھاڑو دیدینے سے کام نہیں بنتا۔ جب تک کہ حقیقی معنوں میں ان راندہ لوگوں کو اپنے گوشت کا پوست سمجھکر اپنے میں جذب نہ کیا جائے۔ اور یہ بات سوائے دین اسلام کے اور جگہ قطعی مفقود ہے۔ ع

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین دین محمد سا نہ پایا ہم نے

سلطان ٹیپو پر الزامات

بعض غیر ذمہ وار ہندو اب سلطان ٹیپو پر بھی الزام لگانے لگے ہیں۔ کہ اس نے مندروں کو مسمار کیا۔ اور مورتیوں کو توڑا۔ لیکن اخبار کرم ویر میں مسٹر شرما نے نہایت معقول آواز اٹھائی ہے۔ وہ ہندوؤں سے کہتے ہیں۔ کہ ٹھہر جاؤ۔ الزام لگانے میں جلدی نہ کرو۔ سرنگا پٹم میں جو سلطان ٹیپو کا پایہ تخت رہا ہے محل شاہی کے کھنڈروں کے نزدیک ایسے مندر موجود ہیں۔ جن کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ سرنگیری مٹھ ہندو پجاریوں اور ودیارتھیوں کا ایک بہت بڑا ادارہ تھا۔ سلطان ٹیپو نے ضرورت کے وقت اس مٹھ کی امداد کی تھی۔ سرنگیری میں وشنو کا جو مندر ہے۔ اس میں چاندی کے دو برتن موجود ہیں جن پر یہ عبارت کندہ ہے۔ کہ یہ برتن سلطان ٹیپو کی طرف سے بطور ہدیہ مندر کو دئے گئے تھے۔

مسٹر خضر کا کہنا حقیقت پر مبنی ہے۔ مگر دنیا میں تعصب کا کوئی علاج نہیں۔ ہمارے بعض ہندو دوستوں کو سوائے اس کے اور کوئی کام نہیں۔ کہ وہ شاہان اسلام کی عیب شماری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ اور یہ مرض اس قدر سرایت کر گیا ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو ہنر بھی عیب ہی نظر آتا ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا۔ کہ ہندوؤں کی بیشتر ریاستیں اور ہندوؤں کی جاگیریں یہ شاہان اسلام کی بخشش اور عطیات کی برکتیں ہیں۔

پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھو

آریہ لوگ دوسرے مذہب پر حملہ کرنے کے لئے اس قدر جلد باز ہیں۔ کہ یہ اپنے اصولوں کو بھی بھول جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات یہ اسی ٹہنی کو کاٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس پر یہ خود کھڑے ہوتے ہیں۔ اپنے ۳ر اگست کے پرچہ میں ایڈیٹر پرکاش لکھتے ہیں۔ کہ:-

آیا اسلام کے نام پر اپیل کر کے مسلمانوں کو اس قسم کے دوغال شنیعہ سے روکا جا سکتا ہے۔ کہ یہ امر مشکوک ہے۔ کیونکہ حضرت کے وقت میں بھی جو بھی مال غنیمت میں شمار ہو کر دوستوں میں تقسیم ہوتی رہی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسی حرکات سے مسلمانوں کو اسلام کے نام پر اپیل کر کے نہیں۔ بلکہ اسلام سے ہٹا کر ہی روکا جا سکتا ہے۔

بہتر ہوتا۔ کہ ایڈیٹر صاحب پرکاش جنہیں اسلام کی دشمنی نے اندھا کر دیا ہے۔ ان سطور کو حوالہ قلم کرنے سے پیشتر وہ اپنے پاکیزہ ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن صفحہ ۱۹۳ سمولاس ۸ پر نظر ڈال لیتے جس میں یہ لکھا ہے۔ کہ

"اس حکم کو بھی نہ توڑے۔ کہ جو جو لڑائی میں جس جس ماتحت اور افسر نے رتھ گھوڑے ہاتھی۔ چھتر۔ روپیہ۔ غلہ۔ گائے وغیرہ حیوان وعورتیں اسی طرح کی اور اشیاء جیتی ہوں۔ اسکا گرہن (استعمال) کرے۔ مگر فوجی لوگ اس جیتی ہوئی اشیاء میں سے چھٹا حصہ راجہ کو دیں۔ اور راجہ بھی ان فوجی سپاہیوں کو اس دھن میں سے جو سب نے مل کر جیتا ہو سولہواں حصہ دیویں"۔

کیا اسلام کی دشمنی میں اندھا معترض اب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر کچھ محسوس کرے گا۔

ہندوؤں میں دو دہواؤں کی تعداد

پرکاش اپنے ۳۰ر جولائی کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ کہ ہندو جاتی جہاں تعداد کے لحاظ سے دن بدن گھٹتی جا رہی ہے۔ وہاں ایک لحاظ سے وہ ترقی بھی کر رہی ہے۔ اس میں دو دہواؤں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ میں ہندو جاتی کے اندر دو دہواؤں کی تعداد کو پڑھ کر ایک درد رس دل بھی چھلنی ہو جاتا ہے۔ دنیا حیران ہے۔ کہ ایسی اعلیٰ اور تہذیب اور سبھیتا کی مالک جاتی کے ماتھے پر دو دہواپن کا ایسا کلنک کا ٹیکہ لگا ہوا ہے۔ مردم شماری کی رپورٹ میں یہ خون کے آنسو رلانے والے اعداد و شمار اس طرح لکھے ہیں:-

۲۰ اور ۲۵ سال کے درمیان کی عمر والی دو دہوائیں ۹۶۶۴۱

۱۵	"	۲۰	" " " "	۵۱۷۸۵۸
۱۰	"	۱۵	" " " "	۲۷۹۱۲۴
۵	"	۱۰	" " " "	۱۰۲۲۹۳
۴	"	۵	" " " "	۸۷۹۳
۳	"	۴	" " " "	۳۴۷۵
۲	"	۳	" " " "	۹۱۲

ایک سال کے اندر عمر کی دو دہوائیں " " ۷۵۹

مگر آریہ سماج نکاح ثانی کا مخالف ہے۔ اس کی بجائے نیوگ کا قائل ہے پھر پرکاش کی داد و واہ کے متعلق اس کف حسرت ملنے کی کیا حقیقت۔ ہاں صرف مقدس اسلام ہی ہے۔ جو انسانی فطرت کا خون نہیں کرتا۔ اور ہر بیوہ عورت کو بیاں نکاح ثانی کی اجازت دیتا ہے۔ ورنہ اس کا علاج نہ تو آریہ سماج کے پاس ہے۔ اور نہ کسی ہندو سماج کے ہاں۔ اس کے ہمارے دوستوں کو مجبوراً مقدس اسلام کے مقدس اصولوں کے سامنے ہی سر جھکانا پڑے گا۔

نئی کتاب

دوم تو بھی اور بے قدری کے سبب سے اگرچہ میں آئندہ جدید کتاب لکھنے سے احتیاط کا عہد کیا تھا۔ مگر ایک نام کی پرواہ نہ کرنے والے بزرگ جو اپنے پہلو میں اسلام کے لئے ایک خاص سوز رکھتے ہیں۔ انہوں نے مجھے سکھوں کے لئے ایک جدید کتاب لکھنے کے واسطے ارشاد فرمایا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ اس کار خیر میں ڈیڑھ سو روپیہ میں دوں گا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ نے چاہا۔ تو یہ کتاب جلد ظہور میں آجائے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کی صداقت اور ایک ہندو بزرگ کی شہادت

وکیل روزانہ ۱۳ اگست کا نامہ وار ہے۔ کہ کلکتہ کے ایک اخبار کے نامہ نگار سے سر رابندر ناتھ ٹیگور نے کہا۔ کہ اسلام اپنی ناقابل انکار صداقت اور روحانیت کے ذریعہ سب کو اپنے اندر جذب کرے گا۔ وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے۔ جبکہ اسلام ہندو مذہب پر غالب آجائے۔ اور ہندوستان میں ایک ہی مذہب ہوگا۔ ممکن ہے۔ کہ ہندومت گذشتہ زمانے میں ایک زندہ مذہب رہ چکا ہو۔ اور ہند کے باشندے جبراً اسلام میں داخل کئے گئے ہوں۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ اور اس میں کس کو شک ہے۔ کہ اگر مسلمان ہندوستان کو فتح کرلیں۔ اور اس کو اپنے قبضۂ اقتدار میں لے آئیں۔ تو اس میں ہندوستان کی ہی بہتری ہوگی۔ اور یہ امر اس کے لئے باعث فلاح و بہبود ہوگا۔

نماز ترکی زبان میں ہرگز نہیں ہو سکتی

صدر محکمہ دیانیہ رفعت بے نے تفصیلی ارشاد میں اعلان شائع کرایا ہے۔ کہ بعض لوگوں نے تجویز جو اخبارات میں پیش کی تھی۔ کہ نماز میں قرأت ترکی زبان میں ہوا کرے۔ اس پر محکمہ دیانیہ نے غور کیا ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ کسی صورت میں ممکن نہیں۔ نماز ترکی زبان میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دلچسپ معلومات

سورج سے روٹی پکوانے اور کنوئیں سے پانی کھینچنے کا کام

ایک فرانسیسی نے سورج کی کرنوں سے روٹی پکانے اور کوئیں سے پانی کھینچنے کی ایک کل ایجاد کی ہے۔ اس کل سے دن کے وقت سورج کی کرنوں کی طاقت جمع کر لی جاتی ہے۔ اور ایک اور کل کی مدد سے اس طاقت کا ذخیرہ قائم رکھ کر اسے کسی بھی ضرورت کے وقت کام میں لایا جا سکتا ہے۔

ایک وکیل کی عجیب وغریب وصیت

پیرس کے ایک وکیل نے اپنی ساری دولت پاگلوں اور شفاخانوں کے مجنونوں کو دے دی ہے۔ اور اپنی وصیت میں لکھا ہے۔

"میری دولت کا بیشتر حصہ مجھے اپنے دیوانے موکلوں سے ملا ہے۔ جو مقدمات کی پیروی کا جنون رکھتے تھے۔ اور جن کی عقل کو مقدمہ بازی نے سلب کر لیا تھا۔ اس اعتبار سے اپنی ساری دولت کا دیوانوں کے علاج کے لئے وقف کرنا میرا ایک ایسا فعل ہے۔ جو مال کو مستحق اشخاص تک پہنچانے یا مال صاحب مال کو دوبارہ واپس کر دینے کا مترادف ہے۔"

الجبرے کی ایجاد
تاریخ کا ایک ورق

ہندسوں کا اول اول استعمال ہندوستان میں ہوا۔ ایک عرب حساب دان نے الجبرا کی پہلی کتاب لکھی۔ اس نے ہندسوں کی بجائے ایسی علامات لکھیں۔ جو اسے افغانستان یا ہندوستان میں ملیں۔ سنہ ۱۲۰۲ء میں اطالیہ کے ایک باشندہ دالیونارڈ نے اس الجبرے کا ترجمہ عربی سے لاطینی میں کیا۔ اور اسی طرح سے یورپ میں الجبرے کا رواج ہو گیا۔ سنہ ۱۶۰۰ء میں یورپ کے اندر الجبرے کی وہی علامات مستعمل ہو رہی تھیں۔ جو آج کل استعمال ہو رہی ہیں۔ (پنڈ میتھمیٹیکل ٹیچر میانوالی)

پیرس میں فقیروں کا اخبار

یہ امر تو اظہر من الشمس ہے۔ کہ فی زمانہ اخبارات تو ہر طبقہ کے لئے شائع ہوتے ہیں۔ مگر اس بات کا علم بہت کم لوگوں کو ہے۔ کہ پیرس میں ایک اخبار ایسا ہے۔ جس کی اشاعت صرف فقیروں تک ہی محدود ہے۔ پیرس کے فقیروں کے لئے پرچوں کی ایک محدود تعداد تقسیم کی جاتی ہے۔ الا فقیروں کی ایک انجمن بھی ہے۔ فقیروں کے اخبار میں ہر قسم کے فقیروں کے حالات ہوتے ہیں۔ اور جہاں جہاں شادیاں بہتسمہ ہوں۔ ان کی خبر ضروری دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ وہاں جا کر اپنی شکم پری کر سکیں۔ بڑے مخیر شرفاء کے آنے اور جانے کی خبریں بھی درج ہوتی ہیں۔ اس اخبار میں فقیروں کے خطوط چھاپنے کے لئے علیحدہ کالم وقف ہوتے ہیں۔ اگر آپکو وہاں جانے کا اتفاق ہو۔ تو فقیروں کا ایک جمگھٹا آپ کو محاصرے میں لے لے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ بڑے سخی و مخیر ہیں۔ اور آپ کی شہرت کی خبر بذریعہ برق پیرس میں پہنچ چکی ہے۔ (سیاست)

گائے کے پیٹ سے بھیڑ کا بچہ

لنڈن ۱۵/ جولائی۔ ٹائمز کا نامہ نگار ہمبرگ سے اطلاع دیتا ہے۔

کہ ہالینڈ میں ساڑھے چار سو پونڈ وزنی گائے کا القاح ایک مینڈھے سے کرایا گیا۔ جس سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ جو اب پانچ ہفتہ کا ہو گیا ہے۔ اس کا قد ۲۰ انچ ہے۔ اور اپنی ماں کے بالکل مشابہ ہے۔ مگر اس کی ٹانگیں بالوں سے بھیڑ کی طرح ہے۔ اس کے بدن پر اون ہے۔ عام طور پر گائے کا حمل چالیس ہفتہ ہوتا ہے۔ اور بھیڑ کا ۲۲ ہفتہ۔ مگر یہ بچہ ۳۱ ہفتہ پیٹ میں رہا۔ مقامی بیطاروں نے اس کی تصدیق کی ہے۔

آنکھوں کے مریضوں کو خوشخبری

ہمارا مشہور و معروف موتیوں کا سرمہ جسمیں موتی و ممیرہ وغیرہ قیمتی و زود اثر اشیاء پڑتی ہیں۔ ضعف بصر۔ ککرے خارش چشم۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند غبار۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے بمنزلہ اکسیر اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کو سکھی اور آئندہ بیماری سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت عہ/ محصولڈاک ۷/ لاکھوں شہادتوں کی ایک شہادت ملاحظہ ہو۔

جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ کی شہادت

مکرم و معظم جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سابق مبلغ بلاد یورپ حال جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مکرم شیخ صاحب آپ کا موتیوں کا سرمہ میں نے ککروں کے واسطے استعمال کیا اور بہت مفید پایا۔

ملنے کا پتہ

مینجر کارخانہ موتیوں کا سرمہ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

علمی لوٹ

آج ہی کارڈ لکھدو۔ آج ہی کارڈ لکھدو۔

آجکل نور کا فنڈ بہت کمزور ہے۔ لہذا صرف تھوڑے عرصہ کے لئے حسب ذیل معرکتہ الآراء ۱۳ کتب کا سٹ جس نے آریہ سماج کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے۔ بجائے ۱۲ روپے کے ۵ ؍ روپے اور محصولڈاک ۱۲ ؍ کل ۵ روپے ۱۲ ؍ کو ملیگا۔ ہندو دھرم کی حقیقت۔ آریہ مذہب کی حقیقت۔ پروفیسر رام دیو کا جواب۔ ہندو دھرم و سوراج۔ قضیہ گائے پر تنقیدی نظر۔ باوا نانک کا مذہب۔ ست بچن۔ سکھ و اذان۔ اذان کا گورمکھی ترجمہ گورو کی بانی۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ حضرت مسیح موعود کا ذکر۔ جھوک مہدی۔ جلدی درخواست کریں۔ پھر یہ موقع ہاتھ نہ آئیگا۔

ملنے کا پتہ

مینجر نور۔ نور بلڈنگ قادیان دار الامان ضلع گورداسپور

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خط جماعت احمدیہ کے نام

آقا کی اپنے خدام سے راز و نیاز کی باتیں

آدھی ملاقات کا لطف اُٹھانے کا اشتیاق

اپنے آپ کو پاک و صاف رکھو تا قدوس خدا تمہارے ذریعہ اپنا تقدس ظاہر کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے کا یہ مختصر سا خط جو حضور نے رات کی نہایت گہری تاریکی میں اور سمندر کی متلاطم موجوں پر بیٹھ کر اپنے خدام کو لکھا ہے۔ سمندر سے بھی زیادہ پرجوش جذبات قلب کی لہریں اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ سے محبت اور الفت کی اتنی اتنی بڑی موج اٹھتی ہے جو مخاطبین کو نہایت عمدگی سے اپنے اندر چھپا لینے کے لئے کافی ہے۔ اس محبت اس الفت اس جذب اور اس اشتیاق پر جو فوارے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر بہ رہا ہے۔ جماعت احمدیہ جس قدر بھی تشکر و اطمینان کا اظہار کرے۔ کم ہے۔ اس کے بدلے میں ہماری طرف سے کچھ پیش ہونا تو الگ رہا۔ یہ خیال بھی نہیں آسکتا۔ کہ ہم کچھ پیش کر بھی سکتے ہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ کے حضور نہایت خشوع و خضوع سے یہ عرض کر سکتے ہیں۔ کہ جس طرح اس نے اپنے فضل و کرم سے اس قدر محبت کرنے والا اس قدر جدائی کا صدمہ محسوس کرنے والا۔ اس قدر پیار اور الفت رکھنے والا ہادی اور امام عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح اپنے ہی کرم سے اس سفر میں اس کا محافظ اور نگہبان ہو۔ اسے ہر میدان میں کامیابی عطا فرمائے۔ اور بخیر و عافیت واپس لا کر اس کے دیدار سے ہماری آنکھوں کو منور اور ہمارے قلوب کو مطمئن کرے۔ آمین۔ ثم آمین۔

امید ہے۔ احباب حضور کی صحت و سلامتی اور کامیاب واپسی کے لئے باقاعدہ دعائیں کرتے ہوں گے۔ اس بارے میں قطعاً سستی نہیں ہونی چاہیئے۔ جس دل میں ہماری ایسی الفت اور اس قدر محبت موجزن ہے جو حسب ذیل خط سے ظاہر ہے۔ اس کے لئے تو قلوب کو خود بخود آستانہ قدس پر جھک جانا چاہیئے۔ اور اس وقت جھکے رہنا چاہیئے جب تک گوہر مراد حاصل نہ ہو جائے۔

ایڈیٹر

علی الصباح کہ مردم بہ کار و بار روند
بلاکشانِ محبت بہ کوئے یار روند

آج جہاز عدن کے قریب ہو رہا ہے۔ صبح چار بجے خشکی پر جہاز لنگر لگیگا۔ طوفان کے علاقہ سے جہاز خدا کے فضل سے نکل آیا۔ اور اب ہموار پانیوں میں چل رہا ہے۔ مسافر جو کئی دنوں سے کمروں میں بند تھے۔ اب باہر نکل کر سیر کر رہے ہیں۔ کچھ تو تاش میں مشغول ہیں۔ جس کے ساتھ جوئے کا شغل بھی ہے۔ کچھ شراب کے گلاس اڑا رہے ہیں۔ کچھ صحن میں بنچوں پر ٹانگیں پھیلا کر ہوا کھا رہے ہیں۔ کئی سو بھی گئے ہیں۔ اور رات بھی خاصی گذر گئی ہے مجھے لوگ کہتے ہیں۔ کل رات آپ کم سوئے تھے۔ اب سو جایئے۔ مگر عدن قریب آ رہا ہے۔ اور جہاز وہاں تھوڑی دیر ٹھیرے گا۔ اگر اس وقت میں اپنا قلم رکھ دیتا ہوں۔ تو پھر مجھے عدن کے بعد ہی کچھ لکھنے کا موقع ملے گا۔ اس لئے میں ان دوستوں کی نصیحت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہی کہتا ہوں۔ کہ خط نصف ملاقات ہوتی ہے۔ میں خدا کی مشیئت کے ماتحت اپنے دوستوں کی پوری ملاقات سے تو ایک وقت تک محروم ہوں۔ پس مجھے آدھی ملاقات کا تو لطف اٹھانے دو۔ مجھے چھوڑ دو۔ کہ میں خیالات و افکار کے پر لگا کر کاغذ کی ناؤ پر سوار ہو کر اس مقدس سرزمین میں پہنچوں۔ جس سے میرا جسم بنا ہے۔ اور جس میں میرا آقا دی اور رہنما مدفون ہے۔ اور جہاں میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت دوستوں کی جماعت رہتی ہے۔ ہاں پیشتر اسکے کہ ہندوستان کی ڈاک کا وقت نکل جاتے۔ مجھے اپنے دوستوں کے نام ایک خط لکھنے دو۔ تا میری آدھی ملاقات سے وہ مسرور ہوں۔ اور میرے خیالات تھوڑی دیر کے لئے خالص اسی سرزمین کی طرف پرواز کر کے مجھے دیار محبوب سے قریب کر دیں۔ لوگوں کو آرام کرنے دو۔ کھیلنے دو۔ شراب پینے دو۔ میری کھیل اپنے آقا کی خدمت ہے۔ اور میری شراب اپنے مالک کی محبت ہے۔ اور میرا آرام اپنے دوستوں کا قرب ہے۔ خواہ خیال سے ہی کیوں نہ ہو۔

کہتے ہیں۔ کہ کسی چیز کی قدر اس کے کھوئے جانے سے ہی ہوتی ہے۔ میں نے اس سفر میں یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہ دوست جو پہلے اس خیال کے اثر کے نیچے کہ ادھر میں ولایت گیا۔ اور ادھر یورپ فتح ہوا۔ اصرار کر رہے تھے۔ کہ ضرور میں خود ولایت جاؤں۔ اور اس فتح کے دن کو ان کے قریب کر دوں۔ جس دن کہ میں روانہ ہو رہا تھا۔ ماہی بے آب کی طرح بے تاب ہو رہے تھے۔ کہ ہم نے جانے کا مشورہ کیوں دیا۔ میں بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس نے باوجود اس امر کے علم کے کہ موسم سخت ہے۔ اور طوفان کے دن ہیں۔ ارادہ کر لیا تھا۔ کہ اس موقع پر ضرور مغرب کا سفر کروں۔ اور اسلام کی اشاعت کی سکیم تجویز کروں۔ دل میں محسوس کرتا تھا۔ کہ جدائی کا ارادہ کر لینا تو آسان ہے۔ مگر جدا ہونا خواہ چند دن کے لئے ہی ہو سخت مشکل ہے۔ آہ! وہ اپنے دوستوں سے رخصت ہونا۔ ان دوستوں سے جن سے مل کر میں نے عہد کیا تھا۔ کہ اسلام کی عظمت کو دنیا میں قائم کروں گا۔ اور خدا تعالےٰ کے نام کو روشن کروں گا۔ ہاں ان دوستوں سے جن کے دل میرے دل سے اور جن کے ارادے میرے ارادوں سے بالکل متحد ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ اس شعر کا مضمون ہم پر صادق آتا تھا۔ کہ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کیسا اندوہناک تھا۔ کیسا حسرت خیز تھا۔ وہ دل جو اس محبت سے ناآشنا ہے۔ جو مجھے احمدی جماعت سے ہے۔ اور وہ دل جو اس محبت سے ناآشنا ہے۔ جو احمدی جماعت کو مجھ سے ہے۔ وہ اس حالت کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ اور کون ہے۔ جو اس درد سے آشنا ہو جس میں ہم شریک ہیں۔ کہ وہ اس کیفیت کو سمجھ سکے۔ لوگ کہیں گے۔ کہ جدائی روز ہوتی ہے۔ اور علیحدگی زمانے کے خواص میں سے ہے۔ مگر کون اندھے کو سورج دکھائے۔ اور بہرے کو آواز کی دلکشی سے آگاہ کرے۔ اس نے کب للہ اور فی اللہ محبت کا مزہ چکھا۔ کہ وہ اس لطف اور اس درد کو محسوس کرے۔ اس نے کب اس پیالہ کو پیا۔ کہ وہ اس کی مست کر دینے والی کیفیت سے آگاہ ہو۔ دنیا میں لیڈر بھی ہیں۔ اور ان کے پیرو بھی۔ عاشق بھی ہیں۔ اور ان کے معشوق بھی۔ محب بھی ہیں۔ اور ان کے محبوب بھی۔ مگر

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

کب ان کو اس ہاتھ نے تاگے میں پرو دیا جس نے ہمیں پرو دیا۔ آہ! ناداں کیا جانیں کہ خدا کے پروئے ہوؤں اور بندوں کے پروئے ہوؤں میں فرق ہوتے ہیں۔ بندہ لاکھ پروئے۔ پھر بھی سب موتی جدا کے جدا رہتے ہیں۔ مگر خدا کے پروئے ہوئے موتی کبھی جدا نہیں ہوتے۔ وہ اس دنیا میں بھی اکٹھے رہتے ہیں۔ اور اگلے جہان میں بھی اکٹھے ہی رکھے جاتے ہیں۔ پھر ان کے دلوں کے اتصال اور ان کے قلوب کی یگانگت پر کسی اور جماعت یا اور تعلق کا قیاس کرنا نادانی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

غرض کہ اس سفر نے اس پوشیدہ محبت کو جو احمدی جماعت کو مجھ سے تھی۔ نکال کر باہر کر دیا۔ اور ہمارے چھپے ہوئے راز ظاہر ہو گئے۔ اور ان کا ظاہر ہونے کا حق بھی تھا۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

اے عزیزو! میں آپ سے دور ہوں۔ روح نہیں۔ میرے جسم کا ذرہ ذرہ اور میری روح کی ہر طاقت تمہارے لئے دعا میں مشغول ہے۔ اور سوتے جاگتے میرا دل تمہاری بھلائی کی فکر میں ہے۔ میں اپنے مقصد کے متعلق جہاز میں ہی ایک حصہ کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اور اپنے وقت پر اس کو ظاہر کروں گا مگر میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے جس قدر ہندوستان میں یقین تھا۔ کہ اگر اسلام پھیل سکتا ہے۔ تو آپ لوگوں کے ذریعہ سے۔ اب اس سے بہت زیادہ یقین ہے۔ آہ! تم ہی وہ خدا کا عرش ہو۔ جس پر سے خدا تعالیٰ حکومت کر رہا ہے۔ تم کو خدا نے نور دیا ہے۔ جبکہ دنیا اندھیروں میں ہے۔ تم کو خدا نے ہمت دی ہے۔ جبکہ دنیا مایوسیوں کا شکار ہو رہی ہے۔ تم کو خدا نے برکت دی ہے جبکہ دنیا اس کے غضب کو اپنے پر نازل کر رہی ہے اور کیوں نہ ہو تم خدا کی پاک جماعت ہو۔ تمہارے دل اس کے عرش ہیں۔ آہ! اندھی دنیا کو کیا معلوم ہے۔ کہ جب ایک احمدی ان کے درمیان پھرتا ہے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کا سورج ہے۔ جو اس کے ظلمت کدہ کو منور کر رہا ہے۔ مگر اندھے کو روشنی کون دکھلائے۔ خوبصورت چہرہ بدصورت کے مقابلہ پر ہی زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور میں دنیا کو دیکھ کر اس جماعت کی خوبصورتی کو دیکھتا ہوں۔ کاش! لوگ میری آنکھیں لیتے۔ اور پھر دیکھتے۔ کاش! لوگوں کو میرے کان ملتے۔ اور پھر وہ سنتے۔ تب وہ تم میں وہ کچھ دیکھتے۔ جس کے دیکھنے اور سننے کی انہیں امید نہ تھی۔ مگر ہر امر کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ وہ دن آتے ہیں۔ کہ جب مسیح موعودؑ کی قوت قدسیہ کو لوگ دیکھیں گے۔

کاش! ہم بھی اس دن کو جو ہماری فتح کا دن ہوگا۔ دیکھیں۔

اے عزیزو! اب میں اپنے خط کو ختم کرتا ہوں۔ مگر یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ صاف کپڑے کی نگہداشت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ میلے پر اور میل بھی لگ جائے تو اس کا پتہ نہیں لگتا۔ پس اپنے آپ کو صاف رکھو۔ تا قدوس خدا تمہارے ذریعہ سے اپنے قدس کو ظاہر کرے۔ اور اپنے چہرہ کو بے نقاب کرے۔ ایمان اور محبت۔ ایثار۔ قربانی۔ اطاعت۔ ہمدردی بنی نوع انسان۔ عفو۔ شکر۔ احسان اور تقویٰ کے ذریعہ سے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ خدا تعالےٰ کے ہتھیار بننے کے قابل بناؤ۔ یاد رکھو۔ تمہاری سلامتی سے ہی آج دین کی سلامتی ہے۔ اور تمہاری ہلاکت سے ہی دین کی ہلاکت۔ دنیا تم کو تباہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر مجھے اس کا فکر نہیں۔ اگر تم خدا کو ناراض کر کے خود اپنے آپ کو ہلاک نہ کر لو۔ تو دنیا تم کو ہلاک کیونکہ خدا نے تم کو بڑھنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ نہ ہلاک ہونے کے لئے۔ لکھنے کو تو بہت کچھ جی چاہتا ہے۔ مگر اب وقت کہاں۔ پس میں اس خط کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ بھی ہو۔ اور ہمارے ساتھ بھی۔ آمین۔

خاکسار۔ مرزا محمود احمد ۲۴ جولائی ۱۹۲۴ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدک دھرم کا تاریک پہلو

از قلم جناب لالہ بھگت رام صاحب سیکرٹری جیو دیا سبھا فیروزپور

معزز ناظرین چند ایک ہفتے ہوئے بہت سے آریہ ایڈیٹروں۔ ودوانوں اور سنیاسیوں کی خدمت میں ایک ٹریکٹ بعنوان "کیا وید تمام سچائی اور علوم کا خزانہ ہیں؟" چھپوا کر بذریعہ ڈاک روانہ کیا تھا۔ اور اسمیں ذیل کے چند ایک سوالات بدیں غرض پیش کئے گئے تھے۔ تاکہ وہ ان کا صحیح جواب دیکر عام پبلک کو روشنی پہونچا دیں۔

۱۔ اگر وید تمام سچائی اور علوم کا خزانہ ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ مختلف زمانوں میں لاکھوں انسانوں کا اس ویدک دھرم سے نکاس ہی ہوتا رہا۔ اور شاذ و نادر ہی اس میں کوئی داخل ہوا؟

۲۔ اگر وید واقعی علوم و فنون کا خزانہ ہیں۔ تو پھر اس ملک میں غریبی کیسے ٹھہر سکتی ہے۔ اور پھر بہت سے آریہ پرش غیر ملکوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے کیوں جاتے ہیں؟

۳۔ اگر وید سرب ہنکاری اور عالمگیر سچائی کا منبع ہوتے تو یہ استری جاتی کے واجب انسانی حقوق کو کیسے فراموش کر سکتے؟

۴۔ نہ معلوم کیا سبب ہے کہ تمام سچائی اور عدل و انصاف کے مفروضہ خزانہ وید کی رُو سے کبھی کوئی عورت راج پاٹھ کے قابل نہیں سمجھی گئی؟

۵۔ ویدک بواہ کے جس اٹوٹ سمبندھ کے بارے میں آریہ پرش اس قدر مبالغہ کرتے ہیں۔ مگر بتائیے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک معمولی دھوبی کے کہنے پر مہاراجہ رامچندر جی نے سیتا جیسی دھرماتما۔ نیک رانی کو بھی گھر سے باہر نکال دیا۔ اور آج کل بھی اکثر ہندو سوسائٹی کے اندر ایسے واقعات پائے جاتے ہیں؟

۶۔ اور جب کسی ہندو گھر میں اولاد نہ ہونے کی صورت متبنٰے کر لینے کی رسم موجود ہے تو پھر اخلاق کے گرانے والے ایسے مسئلہ نیوگ کے قائم رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک آریہ ودوانوں کی طرف سے مذکورہ بالا سوالات کا کوئی جواب نہیں ملا۔ حالانکہ ان کی طرف سے ہر جلسہ میں یہ اعلان مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ:۔

نقارہ دھرم کا بجتا ہے آئے جسکا جی چاہے
صداقت وید اقدس آزمائے جسکا جی چاہے

ان کی ایسی لگاتار خاموشیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعلان اکثر اوقات سادہ لوح انسانوں کو اپنے پیچھے لگائے رکھنے کے لئے ہی ہے۔ اور شاید وہ اسکو بلا سمجھکر یوں ہی ٹال دینا چاہتے ہوں۔ یا شاید وہ کوئی جواب سوچ رہے ہوں۔ اور اگر ایسا ہے۔ تو ذیل کی دو چار باتیں اسی سلسلہ میں شامل سمجھی جائیں۔

۱۔ آریہ پرش خود تسلیم کرتے ہیں کہ کروڑوں اور لاکھوں برسوں کے بعد حضرت ایک سنیاسی شری سوامی دیانند سرسوتی جی ہی موجودہ زمانہ میں ویدوں کے سمجھنے والے پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے چار ویدوں میں سے تقریباً دو وید کا ترجمہ بھی کر دیا۔ اور پچاس ساٹھ سال سے آریہ میں بھی ویدوں کی مزید تحقیقات کر رہے ہیں گروکل کانگڑی سے بھی ہر سال ویدوں کے جاننے والے ودوان سناتک نکلتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ہمیں افسوس ہے کہ کوئی بھی بیچاری مستورات کے واجب انسانی حقوق کو ان ویدوں سے ثابت نہیں کر سکا۔ پھر بتائیے یہ ویدوں کا پکشپات نہیں تو کیا ہے؟

۲۔ اور زیادہ افسوس ہے کہ سوامی جی مہاراج یا کوئی اور آریہ ودوان ویدوں سے کوئی اعلیٰ نیچرل بات علم و ہنر کے متعلق بھی ظاہر نہیں کر سکے۔ اور نہ ہی ویدوں کے پیچیدہ گورکھ دھندے کا کسی کو ابتک پتہ لگتا ہے نہ کہیں مضمون کا سلسلہ ہے۔ اور نہ کے معنوں اور مطلب کا کوئی قاعدہ مقرر ہے ہی خود آریہ ودوانوں کو ان کے معنوں اتفاق ہے۔

تاہم ہر ایک آریہ بچہ سے لیکر بوڑھے تک زبانی طور پر وہ یہی وید پکارتا رہتا ہے۔ پھر یہ اندھا دھند خواہش نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ کروڑہا آریہ اور ہندو ایسے ہیں اور ہونگے جنہوں نے نہ کبھی ان ویدوں کو خود پڑھا۔ نہ کبھی کانوں سے سنا۔ نہ کبھی آنکھوں سے دیکھا۔ اور نہ ہی کبھی ہاتھ سے چھوا۔ دراصل یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت قدیم زمانہ کی بالکل پیچیدہ اور عام دنیا کی نگاہ سے پوشیدہ ان دھرم پستکوں کو آریہ لوگوں نے اپنی مذہبی خانہ پوری کے لئے الہامی بھی قرار دیدیا ہے۔ تاکہ کوئی معترض خواہ ساری عمر ہی کھوجنا (غور و تدبر) کرتا کرتا کھپ (تھک) جائے۔ اور پھر بھی ویدوں کی اصلیت کا اسے کچھ بھی پتہ نہ لگ سکے۔

۳۔ اور دیکھیے ستیارتھ پرکاش کے چوتھے سملاس میں سوامی دیانند سرسوتی جی لکھتے ہیں۔ کہ تعلیم حاصل کر چکنے کے بعد جب لڑکا اپنے گھر کو واپس آئے۔ تو اسے ایسی استری کے ساتھ بواہ کرنا چاہیئے کہ "ہنس اور ہتھنی کے تلیہ جس کی چال ہو۔ سوکھشم (لطیف) لوم کیش اور دانت یکینت ہو۔ اور جس کے سب انگ کومل (نرم) ہوں۔" سوامی دیانند جیسے سنیاسی کی طرف سے لڑکوں کے لئے تو ایسی ہدایتوں کا دینا اور دوسری طرف ایسی عورتوں کے لئے جو ظاہرا طور پر ایسی جسمانی خوبصورتی نہیں رکھتیں۔ مگر روحانی خوبیاں زیادہ رکھتی ہوں ان کے لئے سوامی جی مہاراج کی طرف سے کوئی ذکر نہ ہونا۔ اور نہ ہی ان کے لئے کوئی راہ بتانا یہ سراسر بیچاری سیدھی سادی نیک مستورات پر ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ اور ایسے ہی اپدیشکوں کے زیر اثر ہو کر بہت سے ہندو مرد اپنی معمولی شکل و صورت کی استری کو گھر سے باہر نکال دیتے ہیں۔

۴۔ قدیم زمانہ سے ہی ہندو مستورات پر اور غریب شودروں پر آریہ شاستروں نے بے انصافیوں کا برتاؤ روا رکھا ہوا ہے۔ ویسے دکھلاوے کے طور پر عورت کو کبھی لکشمی کبھی اردھنگی اور کبھی گھر کی مالکہ کہہ دینا کچھ بھی اثر نہیں رکھتا۔

+ باقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسا کہ یہ کہاوت بھی ہے -

There is no right except right based on Law.

اور لڑکیوں کو نظر حقارت سے دیکھنا - دختر کشی ستی کی مذموم رسم اور نرمیدہ وغیرہ یہ سب باتیں ویدک دھرم کی تاریکی کے ثبوت ہیں - اور شودروں کو آریہ لوگ ہمیشہ ہی سخت ذلیل اور خواری میں رکھتے رہے ہیں - اور جہاں کہیں آریہ لوگوں نے فتح بھی حاصل کی وہ بیچارے اصلی باشندوں کو بے سروسامان کرکے پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف ہی بھگاتے رہے - اور موجودہ شدھی اور اچھوت ادوہار کی رو بھی اس خیال سے جاری کی گئی معلوم نہیں ہوتی - کہ بیچارے غریبوں کی زندگیاں کچھ بہتر بنجائیں - یا کہ وہ اپنے واجب انسانی حقوق کو حاصل کرسکیں - بلکہ زیادہ تر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے - کہ کہیں یہ شودر لوگ عیسائی اور مسلمان اصحاب میں شامل ہو کر ہمارے مقابل کے نہ بنجاویں - ورنہ ان کی یہ تمام ہمدردی ان غریبوں کو خالی مندروں کا درشن کرا دینے اور کنوؤں کا پانی پلا دینے میں ہی٭ حق تلفی کے لئے بہت سے اشلوک درج ہیں - اس لئے سچائی اور انصاف تقاضا کرتا ہے - کہ آریہ پرش سب سے پہلے اپنے ایسے آرش گرنتھوں کی ضروری ترمیم کرلیں - اور بیچارے شودروں اور ابلاؤں کے حقوق کو واضح کردیں - اور پھر پیچھے سے شدھی کے کام کو ہاتھ میں لیویں - ورنہ موجودہ شدھی شدھی نہیں - بلکہ یہ اشدھی ہے - اور بیچارے غریبوں کو سخت مغالطہ میں ڈالنا اور گمراہ کرنا ہے -

یہ ویدک دھرم کا تاریک پہلو صرف اسی غرض سے یہاں پر دکھلایا گیا ہے - تاکہ آریہ وِدوان ضروری غور فرماکر ویدک دھرم کے ایسے اندرونی نقصوں کو جلد دور کرسکیں - اور نیز تاکہ دنیا کے اوپر سے تاریکی گھٹے اور روشنی بڑھے -

٭ [illegible] ہو جاتی - اور [illegible] گرنتھ [illegible] عورتوں اور شودروں کی

تار از قاہرہ مصر

۳۱ جولائی ۱۹۲۴ء ۱۰ بجہ ۴۰ منٹ

وقت وصول بٹالہ ۵ بجہ ۱۰ منٹ شام

بنام مولوی شیر علی صاحب قادیان

افسوس ہے کہ کوئی خبر قادیان سے پورٹ نہیں پہونچی - "Coupon. کریں"

یعنی ٹامس کُک اینڈ سن کی معرفت بیت المقدس میں خیریت کی تار بھیجی جائے - ہم آج رات قاہرہ سے بیت المقدس اور دمشق کی طرف روانہ ہو رہے ہیں بہت سے ذی اثر اصحاب اور علماء سے ملاقات ہوئی - قاہرہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت کے لئے ایک اچھا میدان معلوم ہوتا ہے -

خلیفۃ المسیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جماعت احمدیہ راولپنڈی نے خاص اجلاس منعقدہ ۲۰ جولائی ۱۹۲۴ء میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے کے ساتھ پاس کئے گئے

۱- جماعت احمدیہ راولپنڈی ان باجیانہ اور سفیہانہ حملوں کو جو "پیغام صلح" مجریہ ۱۶ جولائی میں حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے سفر ولایت کے متعلق کئے گئے ہیں - سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے - اور حیران ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتے ہوئے کس طرح بے باکی کے ساتھ حضور کی ذریۂ طیبہ پر اس قسم کے گندے اور کمینے الزام لگاتے ہیں نیز جس نامعقول رائے کا اظہار احمدیہ جماعت کے مردوں اور عورتوں کی نسبت "پیغام صلح" نے کیا ہے - اس کو سخت بے ہودہ اور بالکل بے بنیاد قرار دیتی ہے -

۲- جماعت احمدیہ راولپنڈی اعلان کرتی ہے کہ جن پاک اور اہم اغراض کو لیکر اور جن ذاتی مشکلات اور تفکرات کی موجودگی میں حضرت "خلیفۃ المسیح" نے سفر ولایت اختیار کیا ہے - ان کو مد نظر رکھتے ہوئے جو رقم بھی اس سفر پر خرچ ہوگی اس کو حصہ رسدی برداشت کرنا ہم لوگ اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں - بلکہ ہماری آرزو ہے - کہ حضرت "خلیفۃ المسیح" کی خدمت عالی میں پرزور درخواست کی جائے - کہ حضور کے ذاتی خرچ کو بھی بیت المال سے ادا کرنے کی اجازت عطا فرماویں - کیونکہ ہم لوگوں پر یہ بات نہایت شاق گزرتی ہے - کہ حضور کے اس سفر کا بوجھ جو خالص دینی اغراض پر مشتمل ہے - حضور کی جیب خاص پر پڑے -

۳- جماعت احمدیہ راولپنڈی ان لیڈنگ مضامین کو جو "الفضل" کی اشاعت ہائے مجریہ ۲۹ اور ۳۰ جولائی ۱۹۲۴ء میں پیغام صلح کے جواب میں چھپے ہیں - بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے - اور اس کے ایک ایک لفظ کے ساتھ ہے -

۴- جماعت احمدیہ راولپنڈی امید رکھتی ہے کہ دوسری بڑی بڑی جماعتیں بھی اس طرح پیغام صلح کے اس غیر شریفانہ حملوں پر اظہار نفرت کریں گی -

۵- جماعت احمدیہ راولپنڈی فیصلہ کرتی ہے - کہ ان ریزولیوشنوں کی کاپیاں اخبار الفضل اور علاوہ دیگر اخبارات سلسلہ کے دیگر اسلامی اخبارات کو بھی بغرض اشاعت بھیجی جاویں - اور الفضل اور مسلم آؤٹ لک کو بذریعہ تار اطلاع دی جاوے -

خاکسار

فرزند علی عفی اللہ عنہ (خانصاحب)

امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی

مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۲۴ء